

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔ اے ۱۴ وارث روڈ لاہور } ایڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے ایمپرس روڈ۔ لاہور } مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے بنام ایڈیٹر ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۳ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۴ دسمبر ۱۹۲۵ء | نمبر ۴۹

غزل

جناب ڈاکٹر لامو ایل صاحب صادق کے قلم سے

گرو افلاک پر پہنچے گنہگاروں کی آہ / شرف شنوائی سے ہو خوش کام لاچاروں کی آہ

گوش عیسیٰ تک اگر اس کی رسائی ہو گئی / بے اثر واپس نہ آئیگی سیہ کاروں کی آہ

تو رفیق عاصیاں ہے اور اب تیرے بغیر / کون سنتا ہے مسیحا تیرے بیماروں کی آہ

تیرے ہاتھوں کو ہیں تکتے جاندار ان جہاں / تو سنے ہے بے پروں کی اور پرداروں کی آہ

اسکی شفقت سے نہیں عریاں کوئی حرماں نصیب / خالق عالم سدا سنتا ہے ناداروں کی آہ

ندیاں چیخ کے دل پانی پانی ہو گئے / فرش سے جب عرش تک پہنچی پرستاروں کی آہ

آپ عیسیٰ پونچھتا ہے اُن کے آنسو بالیقیں / بے ثمر جاتی نہیں اللہ کے پیاروں کی آہ

غضبُ اللہ سے ڈر۔ دعوٰی فرعونی نہ کر / مار ڈالیگی تجھے اک دن بیزاروں کی آہ

ہوتا ہے طاؤس دل مضراب غم سے آہ کن / ضرب کے لگنے سے جوں نکلے ہو نقاروں کی آہ

کب بنائے اُن کو وہ زحمت کش دست قدح / سن لے گر زاہد کبھی تسبیح و زناروں کی آہ

غفلت و ناشکری دنیا کا نقشہ جم گیا / ہیں سنے مُن پائی جو صبح سوکھتے ہاروں کی آہ

دل اچھل جاوے تر اُن کے سرود سوز سے / گلشن ہستی کے تو سن لے اگر خاروں کی آہ

دیدۂ تر کے غبار منجمد کے راز کو / دیکھ لے جس نے نہ دیکھی ہو کبھی باروں کی آہ

گر شۂ کونین کے کانوں تلک پہنچی نہ وہ / رائیگاں ہی جائیگی شیطان کے یاروں کی آہ

نغمہ شادمانی۔ نغمہ فرح میں / آپ ہی بدلیگی لے صادق کبھی بیزاروں کی آہ

غزل

جناب ایچ۔ کے۔ ہربرٹ مجور کے قلم سے

بلبل جہاں میں پڑ گئی تیرے ظہور سے / مشتاق دید آنے لگے دور دور سے

ظلمت جو چھا رہی تھی زمانے میں ہر طرف / پل بھر میں مٹ گئی ترے چہرے کے نور سے

آتے ہی تیرے دہر میں اک دھوم مچ گئی / گانے لگے فلک پہ فرشتے سرور سے

تیری زبان سے قم کے نکلتے ہی سینکڑوں / مردے نکلکر آ گئے باہر قبور سے

عالم کو تیرے خون مقدس نے یا مسیح / مستغنی کر دیا ہے شراب طہور سے

تیرے لہو نے جن کو بچایا عذاب سے / اُن کو بھلا ہو خوف کیوں یوم النشور سے

گردن جھکائے میں جو تیرے در پہ ہوں کھڑا / شرمندہ ہوں حضور میں اپنے قصور سے

بخشو یا ڈالو آگ میں ہے اختیار سب / اس سے زیادہ اور کہیں کیا حضور سے

کیا مل گیا مسیح سے مہجور یہ بتا

نفرت جو ہو گئی تجھے غلمان و حور سے

لوہے کا انسان ۔ ایک امریکن سائنسدان نے ایسا انسان بنایا ہے جو خود بخود چلتا ہے اور اُس کے دو ہاتھ پیر ہیں۔ آنکھوں کی جگہ دو بتیاں لگی ہیں۔ دھن کے پیٹ میں ۳۰ تا ۶۰ غایت ۷۰ گھوڑوں کی طاقت کا انجن ہے۔ یہ مصنوعی انسان بندوق چلا سکتا ہے۔ زہریلی گیس چھوڑ سکتا ہے۔ مجمع کو منتشر کر سکتا ہے۔ گولی اس کے جسم پر اثر نہیں کر سکتی۔ فوج کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس کو صرف توپ سے نقصان پہنچتا ہے۔ (اصلاح)

غزل

کسی کی ہم پہ گر نظرِ لطافت ہو تو ایسی ہو
کہ جیسی ابنِ مریم کی سخاوت ہو تو ایسی ہو

جلیل القدر شہنشاہِ عالم کا رحم دیکھو
اُتر کر فلک سے آیا قرابت ہو تو ایسی ہو

رہا بھوکا گیا آیا وہ چالیس روز جنگل میں
کیا تب زیرِ شیطاں کو شجاعت ہو تو ایسی ہو

مریضانِ گناہ آ کر ہزاروں فیض پاتے ہیں
بجز پانے دوائی کے طبابت ہو تو ایسی ہو

موئے ہو جاتے ہیں زندہ صرف اک حکم پاتے ہی
لعازر کی طرح اُٹھ کر کرامت ہو تو ایسی ہو

عوض میں ہم خطا کاروں کے دی جانِ حزیں اپنی
اُٹھائی دار جیسے نے عنایت ہو تو ایسی ہو

بوقتِ جانکنی بھولے نہ دشمن کو دعا مانگی
خدایا بخش دے ان کو رعایت ہو تو ایسی ہو

وہ بیٹھیگا عدالت میں خدا کے ساتھ محشر میں
بچانے کو مسیحوں کے شفاعت ہو تو ایسی ہو

نہ ڈر اے صابرِ لاچار کیا خوفِ لعیں تجھکو
بچایا ہے مسیحا نے عنایت ہو تو ایسی ہو

راقم ایم۔ آر۔ جیس صابر۔

حیدرآباد سندھ میں رامان مل ایک ۵۵ سالہ بڑھے ہندو نے جسکی پہلی بیوی ابھی زندہ ہے چھ ہزار چھ سو روپیہ دیکر ایک ۸ برس کی بچی سے شادی کی ہے۔ اس چھ ہزار چھ سو روپے میں سے دو ہزار روپے اس دلال نے لئے ہیں کہ جس نے اس شادی کا معاملہ کرایا۔ ہندو اخبارات اس وحشیانہ اور ظالمانہ شادی پر سخت لعن طعن کے مضامین شائع کر رہے ہیں

(اصلاح)

گوجرانوالہ کے تبلیغی جلسے

گوجرانوالہ میں خواجہ غلام احمد صاحب نے تبلیغی تقاریر اور کارروائی کی کیفیت اپنے نوٹوں سے مرتب کر کے ہمیں دی ہے اس سے نامہ نگار۔ اصحاب کو معلوم ہو جائیگا کہ طلاعی خبریں لکھتے وقت کن باتوں کو بالکل ترک اور کن باتونکو درج کرنا ضروری اور مفید ہوتا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ جہاں کہیں ایسے وعظ ہوں اسی قسم کے مختصر حالات اخبارات میں شائع کرانے کا منتظمین جلسہ کو ضرور ہی انتظام کرنا چاہیئے۔ کسی مقام سے سینکڑوں میل کی دوری پر بیٹھے ہوئے ایک اخبار خوان کو کسی تقریر کے متعلق یہ جاننا دلچسپی کا موجب ہوتا ہے کہ مقرر نے کون کون سی باتیں پیش کیں۔ بس اصل مضمون پر ہی قائم رہکر اور مقامی غیر ضروری حالات اور واقعات سے قطعی اجتناب کرتے ہوئے ہر نامہ نگار کو خواجہ صاحب کی تقلید کرنا چاہیئے۔ گوجرانوالہ میں پادری سُلطان محمد خانصاحب نے آریوں کو کس طرح اور کس قدر لاجواب کر دیا۔ اسکی کیفیت مضمون ذیل سے منکشف ہو جائیگی جو اس قسط سے شروع ہو کر دو ایک مزید نمبروں میں نکلیگا جلسہ نہ اکی کامیابی کا سہرا جناب پادری لانگ صاحب کے سر ہے ع۔ اللہ کرے عزت دیں اور زیادہ

ممان

تمہید

یہاں چند عرصہ سے آریہ سماجی حضرات مسیحیت کے خلاف منہ کھول رہے تھے اور سخت ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ان سے مذہبی تبادلۂ خیالات کیا جائے تاکہ متلاشیانِ حق کو فائدہ حاصل ہو چنانچہ پادری صاحب مشنری نے تبلیغی جلسہ کا انتظام کیا جیسا کہ نورافشاں کی اشاعت ۲۰ نومبر سے ظاہر ہو چکا ہے۔ پادری مولوی سُلطان محمد خانصاحب ۵ دسمبر کو گوجرانوالہ میں تشریف لائے

روزِ اول

مسیحیوں کی کشادہ دلی نے یہ اجازت دی کہ آریہ سماجی حضرات ان تقاریر پر معترض ہوں جلسہ کی کرسیِ صدارت کو رکل کے منیجر اور آریہ سماج کے پردھان لالہ رلیا رام صاحب کے سپرد کی گئی۔ پادری صاحب نے ابطالِ تناسخ پر تقریر کی جس کا ماحصل بالاختصار یہ ہے

مذہب کا مقصد نجات ہے۔ مگر ہر مذہب میں نجات کے طریقے ہیں۔ آریہ مذہب کا عقیدہ یہ ہے کہ جب تک انسان بار بار جنم لینے اور مرنے سے چھٹکارا حاصل نہ کرے اسے نجات نہیں ملسکتی۔ دنیا عالم افعال ہے اور ہر نیک و بد کی جزا و سزا اسے اسی دنیا میں بھگتنی پڑتی ہے۔ انسان جب کوئی بدی کرتا ہے تو لازم ہے کہ وہ کسی ادنیٰ جنم میں جائے بموجب اعتقاد آریہ جب انسان شیر۔ گھوڑا۔ گدھا بنجائے یا کیڑوں کوڑوں میں جنم لے۔ اس کا نام تناسخ ہے۔ اور اگر ہم اس طریق کو صحیح مان لیں تو کیا ہماری عقلوں کو اطمینان ہو سکتا ہے۔ ممکن نہیں کہ ہم تناسخ کو ذریعہ حصولِ نجات کا ممکن سمجھیں۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ فرض کیجئے خدا نے مجھے حکم دیا کہ غریبوں کی دستگیری کرو۔ اور بدی سے باز آؤ انسان اس وقت مکلف احکام ہو سکتا ہے جبکہ وہ باشعور ہو۔ اگر میں انسان سے گھوڑا بنجاؤں تو میں خدا کے احکام کو ماننے کیلئے مکلف نہیں ہو سکتا۔ گھوڑا تو کوئی سمجھ رکھتا ہی نہیں۔ پھر امر و نہی کا اطلاق کیونکر ہو سکتا ہے اور ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہماری روح جو گھوڑے میں چلی گئی ہے واپس آسکتی ہے وہ ہرگز ترقی نہیں کر سکتی۔ اب پھر فرض کیجئے کہ میں کسی گناہ کی بدولت شیر ہو گیا۔ اور شیر روحِ بدی بجز بدی کے نیکی کر ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ قتل و خون کرنا خونخواری اور گوشت خوری کے سوا اسکا کوئی کام ہی نہیں ہے۔ شیر جب کسی کو مار ڈالتا ہے تو وہ پاپ کرتا ہے۔ اب ان حالات میں ترقی نہایت محال ہے اور روح مکتی تو حاصل کر ہی نہیں سکتی ضرور ہے کہ وہ بجائے اعلیٰ جنم کے ادنیٰ جنموں میں تنزل کرتی جائے جب یہ حال ہے تو کس طرح ہمیں مکتی مل سکتی ہے۔ جب ایک دفعہ روح دنیا میں پھنس جاتی ہے تو ممکن ہی نہیں کہ اس چکر سے وہ نکلسکے

دوسری خرابی یہ ہے کہ تناسخ کے ان لینے سے انسان ہزاروں برائیوں کا مرتکب ہو جاتا ہے یعنی آج میں مرد ہوں

نور افشان

مطبوعہ ۴ دسمبر ۱۹۲۵ء

زمانہ حاضرہ میں بائبل کی اصلیت و اعتبار کے شاہد

زمانہ حاضرہ کی ہر ایک موجودہ چیز گو اپنی ہستی و وجود کی خود شاہد و گواہ ہے۔ پر وہ اپنی اصلیت و اعتبار کے خارجی گواہ بھی رکھتی ہے۔ زید ہمارے زمانہ میں اپنی ہستی و اصلیت و اعتبار کا خود مدعی و شاہد ہے۔ مگر اپنے ساتھ وہ اپنے خارجی گواہ بھی رکھتا ہے۔ ایسے ہی بائبل اگرچہ اپنی اصلیت و اعتبار کی خود مدعی اور گواہ ہے تو بھی وہ اپنے ساتھ اپنی اصلیت و اعتبار کے شاہدوں کی افواج رکھتی ہے۔ آنے والے بیان میں ہم قارئین کرام کو بائبل کے ان شاہدوں کی مختصر سی کیفیت سناتے ہیں جنکی تفصیل کرنا اس اختصار کی حد سے باہر ہے

زمانہ قدیم سے بائبل کی اصلیت و اعتبار کے شاہدوں کی فہرست جو ہمارے زمانہ تک پہنچ گئی ہے۔ حسب ذیل ہو

(اول) یہودی قوم

(۱) یہودی قوم کی تاریخی کتابیں۔ مثلاً یوسیفس

(۲) یہودی قوم کی احادیث و روایات کی کتابیں مثلاً تالمود وغیرہ۔

(۳) پرانے عہدنامہ کی اپاکریفل کتابیں جو شمار میں ۱۴ کتابیں ہیں۔

(۴) یہودی قوم کے بزرگوں کی دیگر تصنیفات جو انیسویں صدی میں دریافت ہوئی ہیں۔

(دوم) مصر کی تاریخ اور تحقیقات جدیدہ کے وہ نتائج جو انیسویں صدی سے آج تک پیدا ہو چکے ہیں۔ جو بائبل کے بیان کی سچائی و صداقت پر ضیا باریاں کر رہے ہیں۔

(سوم) بابل اور نینوہ فینکی اور عرب اور کنعان کی سات اقوام کے تاریخی حالات جو انیسویں صدی سے آج تک دائرہ تحریر میں آ چکے ہیں۔ ڈاکٹر سیس دہبل ونچ وگریسر کی تصنیفات کا ملاحظہ کرنا چاہئے۔

(چہارم) مسیحی قوم کی تاریخ

(پنجم) خود بائبل مقدس کی تاریخ۔

(۱) بائبل کا عبرانی و یونانی زبانوں میں تواتر (۲) توریت کے متن کی سامری زبان کی نقل (۳) بائبل کا پہلا یونانی ترجمہ جسے سپٹوجنٹ کہتے ہیں (۴) بائبل کے دیگر مختلف زبانوں میں ترجمے جنکا شمار ۵۰۰ تک پہنچا ہے۔

(۵) نئے عہدنامہ کی اپاکریفل کتابیں جو بجائے خود ایک کتب خانہ کی حیثیت رکھتی ہیں (۶) مسیحی آبا کی تصنیفات جو بجائے خود ایک کتب خانہ ہیں (۷) بائبل و مسیحیت کے مخالفین کی تصنیفات جنہوں نے بائبل اور مسیحیت کی تردید میں اور اپنے عقائد کی تائید میں کتابیں لکھیں۔

مذکورہ بالا فہرست ان شاہدوں کی ہے جو زمانہ قدیم سے چوتھی صدی عیسوی تک گذرے ہیں۔ یہ تمام شاہد و گواہ بصورت تحریر زندہ موجود ہیں۔ جن سے مہذب و محقق اقوام کے کتب خانے عجائب خانے بن رہے ہیں۔ ہمارے زمانہ کے کون سے مخالف نے بائبل کی اصلیت و اعتبار کے ان شاہدوں کا کبھی نام بھی سنا ہے جو بائبل کی اصلیت و اعتبار کے خلاف شور مچاتے رہتے ہیں اگر بائبل کی اصلیت و اعتبار کا معیار خارجی شہادتیں ہوں تو وہ حق پسندوں کے لئے کثرت سے موجود ہیں اور اس قدر معتبر ہیں کہ کسی مخالف کو ان کے خلاف لب کشائی کی گنجایش نہیں ہو سکتی ہے۔ ایسے حال میں اگر بائبل کے مخالفین اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہیں تو ان کا مرض لاعلاج ہے۔

بائبل کے تواتر میں سہو و خطا کا امکان

بائبل مقدس کسی فرد واحد کی تصنیف نہیں جسے اس کے مصنف نے زمانہ واحد میں لکھا ہو۔ اس کے نوشتوں کی تصنیف کے زمانہ میں سینکڑوں زمانے شامل ہیں۔ اس کے مصنفوں کا شمار ۳۹ کے قریب ہے۔ وہ مختلف زمانوں کے مختلف لیاقتوں کے تھے۔ مختلف زبانوں کے بولنے والے تھے۔ جنہوں نے صرف دو زبانوں میں بائبل کے نوشتے لکھے۔ ان زبانوں کو عبرانی و یونانی زبانیں کہتے ہیں جن چیزوں پر ابتدا میں ہر ایک مصنف نے اپنے صحائف و کتب لکھی تھیں وہ ہرگز غیر فانی چیزیں نہ تھیں جو زمانہ کی گرمی سردی کے اثر سے آب و ہوا کی تاثیر سے ان کے محافظوں کی غفلت و مجبوری سے ان کی جہالت و لاعلمی کے تاثرات سے ابتدائی زمانہ سے بالکلیہ محفوظ چلی آئیں۔ ان میں کسی قسم کی سہو و خطا ہو نہ پاتی چونکہ وہ اصل تحریرات امتداد زمانہ کی وجہ سے بجنسہٖ فی زمانہ محفوظ نہ رہ سکتی تھیں۔ اس وجہ سے ان کی نئی چیزوں پر نقل ہوتی آئی۔ پرانی اور بوسیدہ تحریرات بیکار ہوتی گئیں۔ ان کی نگرانی کرنا غیر ضروری امر ہوتا آیا۔ چونکہ ہتھ نقل کرنے میں اور پرانی تحریر کو پڑھنے میں امکان غلطی کا تھا۔ لہذا بائبل کے اصل نسخوں میں اگر غلطی راہ پا گئی ہو تو جائے تعجب نہیں ہے۔ پر تو بھی ہزاروں برس کے زمانہ کے بعد بائبل کے متن میں ایسی غلطیوں کو دریافت کرنا بھی اس وجہ سے امر محال نہ تھا۔ کیونکہ بائبل اپنے پیچھے اپنی ہستی کے شاہد مختلف زمانوں اور زبانوں میں چھوڑتی آئی تھی۔ . . . .

. . . جو مسیحی علما کی جدید تحقیقات او زر کثیر کے صرف سے اتنے جمع کر لئے گئے تھے۔ ایسے اسباب کی موجودگی میں مسیحی علما نے زمانہ قدیم کی حاصل شدہ تحریرات کو جو

مختلف زبانوں میں تھیں بڑی محنت و مشقت سے پڑھا اور بائبل کے متن کی تصحیح کا کام کیا انہوں نے بائبل کے متن کے ایک ایک نقطہ و جملہ کی تاریخ و تواتر کو قائم و ثابت کیا ہر ایک زائد اور غیر متن عبارت کی کامل تحقیق اور چھان بین کی۔ کہ وہ مشتبہ لفظ یا عبارت بائبل کے متن کے تواتر میں کب سے اور کیسے راہ پا گئی۔ اس کی بابت اعلیٰ طبق کے مسیحی علماء کی قیمتی کتابیں موجود ہیں۔ جن میں انہوں نے بائبل کے متن کی تصحیح پر اور تحقیق و تدقیق پر مفصل بیانات شائع کر دیئے ہیں۔ انہیں بیانات کا نام بائبل کی تنقید ہے۔

انجیل کے نئے ترجمے سے خارج شدہ عبارتیں

ناظرین کرام کی آگاہی کے لئے ذیل میں ان عبارتوں کو درج کرتے ہیں جو بائبل کی نقل اول میں جس کا ترجمہ پہلی دفعہ اُردو زبان میں ہوا تھا موجود تھیں۔ مگر نقل دوم سے جس کا ترجمہ ریوائزڈ ورشن کے نام سے اُردو میں کیا گیا ہے خارج کر دی گئی ہیں۔

پُرانا ترجمہ متی کی انجیل ۱۷: ۲۱

" " ۱۸: ۱۱

" " ۲۳: ۱۴ و ۲۱: ۲۸-۳۱

" مرقس ۷: ۱۶ و ۹: ۴۴ و ۴۶ و ۱۱: ۲۶ و ۱۵: ۲۸ و ۱۶: ۹-۲۰

" لوقا ۱: ۲۸ و ۹: ۵۴ و ۵۵ و ۱۷: ۳۶ و ۲۲: ۴۳-۴۴

" یوحنا ۵: ۳-۴ و ۷: ۵۳ سے ۸: ۱۱ و یوحنا ۸: ۸ تک یوحنا ۷: ۸۔

" اعمال ۸: ۳۷ و ۱۵: ۳۴ و ۲۴: ۶-۸ و ۲۸: ۱۶ و ۲۹ و ۱۰: ۲۰ اتھسلنیکیوں ۳: ۱۶

یہ جملہ عبارات آتھورائزڈ ترجمہ بائبل میں موجود ہیں۔ مگر ریوائزڈ ورشن سے نکالی گئی ہیں۔ کیونکہ یہ عبارات انجیل کے قدیم ترین نسخوں میں نہیں ملی ہیں اور بعض عبارتیں اب تک زیر بحث ہیں

جو عبارتیں نئے ترجمہ سے نکالی جا چکی ہیں وہ اس وجہ سے نہیں نکالی گئی ہیں کہ وہ مسیحیوں مشکلات کا اضافہ کرتی تھیں یا اُن میں یسوع مسیح کی کسر شان پائی جاتی تھیں یا اُن میں غلط باتیں پائی جاتی تھیں۔ بلکہ صرف اُن کے نکالے جانے کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ انجیل کے قدیم ترین نسخوں میں موجود نہیں ملی ہیں۔ اُن میں سے جو عبارتیں خارجی شہادتوں سے بھی قدیم ترین ثابت ہوئی ہیں اُن کو انجیل کے موجودہ ترجمہ سے خارج نہیں کیا گیا۔ پس اس سے مسیحی علماء کی دیانت و امانت بخوبی ظاہر ہے۔ ان پر نوشتوں کو تحریف کرنے کا الزام لگانا پرلے درجہ کی بد اعتقادی اور بدگمانی کو رواج دینا ہے۔

استفسارات وجوابات

مسٹر این۔ سالومن صاحب کے جواب میں گذارش ہے کہ مسیحی اخبارات مندرجہ ذیل ہیں جنہیں آپ حسب ضرورت منگا سکتے ہیں۔

(۱) نور افشاں۔ لاہور (۲) رسالہ قاصد لاہور۔ (۳) رسالہ مسیحی لاہور۔ ہر ایک پرچہ مینیجر اخبار لاہور سے طلب فرمائیں اور آپ کا مضمون بھی درج ہو جائیگا۔ بلکہ ہم خوشی سے ہر ایک مسیحی اخبار کے مینیجر سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ پتہ ذیل پر اپنا اپنا ایک ایک اخبار و پرچہ آپ کے نام روانہ فرمائیں

مسٹر این۔ سالومن صاحب

جی بلاک۔ سول بازار

کیمبل پور۔ ضلع اٹک۔

فرانس کی مالی حالت نہایت خراب ہے قرضہ کی ادائیگی اور آمد و خرچ برابر کرنے کے لئے جدید ٹیکس لگانے کے متعلق اس ہفتہ فرانس کی پارلیمنٹ کا اجلاس دوبارہ ملتوی کر دیا گیا۔

مسیحیوں کے جلسے اور مناظرے

بجواب

اہلحدیث کے جلسے اور مناظرے

گذشتہ سے پیوستہ

(ط) آپ فرماتے ہیں کہ سورہ اخلاص "صفات ثبوتیہ و سلبیہ ہر دو سے مرکب ہے"۔ مگر محض ترکیب ہی بتا دی۔ اس کے ثبوتی اجزاء کو علیحدہ دکھانے کی کوشش نہیں کی۔ "گوجرانوالہ کے مباحثہ میں" جو کچھ آپ ہمیں بتا سکے اُس کی یاد دلا کر ہم آپ کو بے چین کرنا نہیں چاہتے۔ صرف سورہ اخلاص میں کی صفات ثبوتیہ کا پتہ پوچھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ غالباً لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد" میں تو آپ کو کوئی صفت ثبوتی نظر آئی ہوگی۔ باقی رہا لفظ "صمد"۔ سو اس کے معنے بھی "بے نیاز" یا "نرا دھاڑ" کے ہیں۔ اس معنی کو تسلیم کرتے ہوئے آپ اسے بھی صفت ثبوتی کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ وگر کہہ دیں کہ یہ لفظ مشترک ہے اور کتب لغت میں اس کے اور معانی بھی پائے جاتے ہیں تو بجواب معروض ہے کہ اول تو کسی مشترک لفظ کے مختلف معانی جمع کر لینا اور ایک دال کے کئی مدلولات تصور کرنا "بالکل کوڑ مغزی" ہے۔ لیکن بفرض محال اگر مختلف معانی ہی لے لیں تو بھی وہ سب کے سب امور اضافی ہیں۔ صفات ذاتی یا حقیقی سے اُنہیں کچھ مناسبت نہیں اور یہ ہم باواز دہل پکار کر کہتے ہیں کہ سلوب و اضافات میں تعریف کی صلاحیت نہیں۔ کیونکہ "کسی ابتدائی رسالے" میں لکھا ہے کہ سلوب و اضافات اعتباری ہوتے ہیں نہ کہ عینی۔ اور ان سوالب کو اعراض فرض کر لینے سے بھی کام نہیں نکلتا۔ کیونکہ یہ سوالب دیگر موجودات کے علاوہ واجب الوجود کو ممتنع الوجود سے بھی ممتاز نہیں کرتے۔ اور "کسی ابتدائی رسالے" میں لکھا ہے

کہ "ولا دخل فی التعریفات للعرض العام لانہ لا یفید التمییز"۔

(ی) ہمارے اس کہنے کا کہ لفظ احد خاصہ خدا نہیں یہ انبیاء کے حق میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ فرمایا "بین احد من رسلہ"۔ آپ نہایت سادگی سے یہ جواب دیتے ہیں کہ "جمعیت احد کے لفظ میں نہیں ہے۔ بلکہ رسل کے لفظ میں ہے۔ جو رسول کی جمع ہے"۔ جناب والا! آپ کدھر جا رہے ہیں۔ "سوال از آسمان و جواب از ریسمان"! اندریں حالت ہمارے قول میں جمعیت پر بحث ہی نہیں۔ پھر آپ جمعیت کا ڈھکوسلا کیوں پیش کرنے لگ گئے! ہماری حجت کا انکاری جواب تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ "لفظ احد خاصہ خدا" ہے۔ اور کہ یہ انبیاء کے حق میں نہیں آیا ہے۔ اور جمعیت کی بحث میں بھی آپ نے ٹھوکر کھائی ہے۔ کیونکہ "جمعیت احد کے لفظ میں" نہ سہی۔ مگر بعین نظر اس کے معنی پر غور کرنے سے جمعیت صاف نظر آتی ہے۔ کیونکہ احد کا لفظ "رسول کلی"[1] کے لئے آیا ہے اور اس کے ساتھ "بین" کا لفظ وحدت محضہ کو پاش پاش کر رہا ہے۔

(ک) ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ "حکماء خدا تعالیٰ کو کلی حقیقی مانتے ہیں"۔ بلکہ یہ عرض کیا تھا کہ منطقیین کے نزدیک واجب الوجود کلی[2] ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ تہذیب کی عبارت سے یہ سمجھنا ہماری "غلط فہمی ہے"۔ ہم اس موقعہ پر تہذیب کی عبارت نقل کرکے مولانا سے باادب پوچھتے ہیں کہ "جناب والا! ہماری غلط فہمی ہے۔ یا آپ نے تہذیب کی عبارت نہیں سمجھی"۔ سنیئے۔ آپ کے "فاضل" کیا فرماتے ہیں "المفہوم ان امتنع فرض صدقہ علی کثیرین فجزئی والا فکلی امتنعت افرادہ او امکنت و لم یوجد او وجد الواحد فقط مع امکان الغیر او امتناعہ"۔ جن الفاظ پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے اُن سے صاف ظاہر ہے کہ واجب الوجود وہ ممکن الافراد کلی ہے جس کی ایک فرد پائی جاتی ہے اور دوسری فرد کا پایا جانا محال ہے۔ آپ نے حاشیہ پر کلی ممتنع الوجود کے متعلق شمسیہ سے جو عبارات نقل کی ہیں وہ بالکل خارج از بحث ہیں۔

(ل) حکماء یونان کا مقولہ پیش کرکے آپ فرماتے ہیں کہ "متکلمین اسلام نے اس کی دھجیاں اُڑائی ہیں"۔ مگر آپ نے وہ اُڑی ہوئی دھجیاں پیش نہیں کیں۔ اگر بطور نمونہ ایک آدھ صفحہ قرطاس پر رکھ دیتے تو اُن کا بھی جائزہ ہو لیتا بالفعل چونکہ ہمیں اس سے بحث نہیں۔ اور نہ ہی ہم اس کے قائل ہیں۔ اس لئے صرف اتنا عرض کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں کہ وحدت محضہ کے قائل ہرگز ہرگز اس کی دھجیاں نہیں اُڑا سکتے۔ حکماء یونان کے مقولہ کو وحدت محضہ کے مقابلہ میں غیر معقول سمجھنا بالکل کوڑ مغزی ہے"۔

(م) آپ ہمارے اس کہنے کو کہ "واحد محض سے واحد بھی صادر نہیں ہوتا"۔ باطل کہتے ہیں اور ثبوت اس کا یہ دیتے ہیں کہ یہ مذہب نہ تو کسی حکیم کا ہے اور کسی متکلم کا۔ اگر کوئی حوالہ ہے تو پیش کریں"۔ اس کے جواب میں معروض ہے" کہ ہمیں کسی حکیم اور متکلم کے مذہب سے سروکار نہیں۔ یہ تو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ ملہم اور خداوند یسوع مسیح کے پیارے حواری مقدس یوحنا رسول کا ہے۔ حوالہ لیجئے "ساری چیزیں اس (کلام خدا) کے وسیلے سے پیدا ہوئیں۔ اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اُس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی (یوحنا ۱: ۳) اگر اقنوم ثانی یعنی کلام خدا کا انکار کریں تو کوئی چیز بھی اُس کے بغیر" واحد محض سے پیدا ہونا آپ کے متکلمین تا ابد ثابت نہیں کر سکتے۔

آپ کی "حوالہ پیش کرنے" کی اس بے باکانہ تحدی کو پڑھ کر ہم اپنی ہنسی کو بمشکل ضبط کر سکے"۔ جناب والا! آپ ہم سے کسی دعویٰ کی دلیل تو طلب کر سکتے ہیں۔ مگر دعویٰ کے حوالہ کا مطالبہ آپ کو کون سے فاضل نے بتایا! ہم نے آج تک کسی "ابتدائی رسالے" میں دلیل کی تعریف یہ نہیں پڑھی کہ دلیل وہ ہے جس کا کہ حوالہ کسی حکیم یا متکلم کی کتاب میں موجود ہو۔ بلکہ یوں لکھا ہے کہ الدلیل فی الاصطلاح ھو الذی یلزم من العلم بہ العلم بشئی آخر۔ آپ باوجود غیر مقلد کہلانے کے تقلید کی زنجیروں میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ آپ کے نزدیک کسی حکمت، کلام کی کتاب میں لکھے ہوئے امر کا نام ہی دلیل ہے۔ نفس الامر اُن کے غلط یا صحیح ہونے سے آپ کو سروکار نہیں۔ اسی کو تقلید کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک "ابتدائی رسالے" میں یہ لکھا ہے کہ التقلید عبارۃ عن قبول قول الغیر بلا حجۃ ولا دلیل۔ اور ہم نے اپنے دعویٰ کی دلیل بھی بتادی تھی۔ اب پھر دہرائے دیتے ہیں کہ اگر واحد محض سے ایک شے بھی صادر ہو تو مصدریت اس شے کی اس کی مغائر ہوگی۔ کیونکہ وہ درمیان اس شے اور اس کے غیر کے نسبت ہے اور منسوب و منسوب الیہ میں مغائرت ظاہر ہے۔ پس اگر مصدریت جزو واحد محض ہو تو ترکیب لازم آئیگی۔ اور اگر خارج ہو تو اس کے لئے ایک اور مصدریت لازم آئیگی۔ پھر اس مصدریت میں بھی وہی کلام ہوگا۔ حتیٰ کہ تسلسل لازم آئیگا۔

(دوم) یہ ہمارے "مدعا کے خلاف" نہیں۔ کیونکہ ہم واحد محض کے قائل ہی نہیں۔

(سوم) اگر یہ آپ کے مذہب کی تائید کا ایک مقدمہ ہے" تو بتایئے کہ یہ کیسے آپ کو "مفید ہوا"؟ اور اس سے وحدت محضہ کیونکر ثابت ہوگئی؟

(باقی باقی)

عبدالحق

---

[1] رسول کلی کو فرد کہنا بھی آپ کو کسی "فاضل" نے بتایا ہوگا!

[2] کلی واجب الوجود کی بجائے اس کے فرد خدا تعالیٰ پر بحث اور کلی کے آگے لفظ "حقیقی" کا اضافہ آپ کی حکمت اور فضیلت کا نمونہ ہیں!

مسیحی علما کا غازی آباد میں کامیاب کام

عرصہ دراز سے غازی آباد میں مسیحی جلسہ کرنے کا خیال دامنگیر تھا۔ جسکو خداوند کریم نے امسال پورا کیا ۱۲۔۱۳۔ ۱۴ ماہ حال میں جلسہ مذکورہ بالا زیر صدارت جناب بزرگ پادری گلیبس صاحب تین روز تک رہا۔ بندہ نے اس موقعہ پر تین زبردست مسیحی علما کو مدعو کیا تھا۔ جن کے نامی و اسمائے گرامی سے ہر شخص خوب واقف ہے۔ یعنی جناب پادری سلطان محمد پال صاحب جناب پادری عبدالحق فاتح قادیاں۔ جناب پادری ڈی وانگٹن صاحب چھوٹے سے قصبہ غازی آباد میں بغرض تقریر تشریف لائے تھے

پہلے دن جناب پادری عبدالحق صاحب کا لیکچر نجات پر تھا۔ آپ نے کامل ایک گھنٹہ اس موضوع پر لیکچر کہا۔ لیکچر کے اختتام پر آریہ صاحبان کی طرف سے ایک شخص جنکو اپنی علمی لیاقت پر بڑا ناز تھا مقابلہ پر آیا اور لیکچر پر اعتراضات شروع کئے۔ لیکن وہ بہت خجل ہوئے۔ قبلہ منطق کی ٹانگیں توڑنے لگے کہ نجات کے لئے واجب الوجود و ممکن الوجود کی تشخیص قائم کرنا خلاف علم منطق ہے۔ اس مباحثہ میں خجل ہونے سے آریہ سماجیوں میں سنسنی پیدا ہوگئی گیارہ بجے رات کو ہی ایک شخص پنڈت مراری لال سکندر آبادی کو جو اپنی تہذیب کے لئے مشہور ہیں بلایا اور صبح ہوتے ہی دوسرے شخص کو مہاشے رامچند دہلوی کو بلانے کے لئے ایک آدمی بھیجا گیا۔ ہر دو اصحاب لیکچر کے وقت آپہنچے۔ اور جب پادری ڈی وانگٹن صاحب نے اپنا مضمون مظہر خدا اتم کیا تو مہاشے رامچند اعتراض کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ مگر کچھ نہ بنا سکے

شام کا وقت مسلمان حضرات کے لئے مضمون تثلیث مقرر ہو چکا تھا۔ اس مضمون پر جناب پادری سلطان محمد صاحب کی نہایت زبردست عالمانہ تقریر ہوئی۔ جس پر مولانا محمد احمد صاحب نے بہت کچھ کہا سنا۔ لیکن توحید محض کو قرآن مجید سے ثابت نہ کر سکے اور اتنا ہی نہیں بلکہ ذات واحد محض میں حیات کو تسلیم کر بیٹھے۔ جس سے عام سنجیدہ مسلمان بھی نہایت ہی رنجیدہ خاطر ہو گئے

۱۴ تاریخ کل صبح کے وقت کو مہاشہ رامچند دہلوی نے پہلے ہی سے مباحثہ کے لئے مخصوص کرا لیا تھا۔ مضمون حدوث روح و مادہ کا اعلان بھی اُسی وقت کر دیا گیا تھا مقررہ وقت پر جناب پادری عبدالحق صاحب نے نہایت ہی عالمانہ لیکچر سنایا۔ جس میں آپ نے گیارہ زبردست دلائل از روئے منطق و فلسفہ حدوث روح و مادہ پر پیش کئے۔ جنہیں سے ایک کی تردید بھی جناب مہاشہ رامچند دہلوی نہ کر سکے۔ جسکا اعتراف عام سامعین نے کیا۔ یہاں تک کہ سماجی بھی زبان حال سے سر جھکا کر اپنی شکست تسلیم کرتے تھے۔ شائد مہاشے رامچند کو ایسی شکست فاش کھانے کے چند ہی موقع نصیب ہوئے ہونگے۔

شام کے وقت آخری لیکچر جناب پادری وانگٹن صاحب کا ابطال تناسخ پر ہوا۔ جس پر تہذیب مجسم جناب پنڈت مراری لال صاحب بغرض اعتراض کھڑے ہوئے۔ دو دو منٹ وقت بغرض سوال و جواب مقرر تھا۔ تین یا چار دفعہ بولنے کا موقعہ ہوا ہوگا کہ جناب نے گھبرا کر ایک دم آریہ سماجی تہذیب کا جامہ چھوڑ دیا۔ جس پر میر مجلس صاحب نے انکو ایسی حرکتوں سے باز رہنے کی درخواست کی اور کہا کہ اگر اب اس طرز پر گفتگو کرینگے تو ہم جلسہ کو ختم کر دینگے ورنہ تہذیب سے تقریر کریں۔ پر اس مہذب کو نہ ایسا وعدہ کرنا تھا اور نہ ہی انہوں نے کیا۔ اس پر میر مجلس صاحب نے جلسہ کو برخاست کر دیا۔

راقم۔ ایم۔ ایل۔ لابل

از غازی آباد

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے سرگرم کوشش کرتے رہیں۔

ریاکاری

یوں تو ہر طرح کی ناراستی یعنی شرع کی مخالفت گناہ ہے۔ لیکن ریاکاری بھی ایک بھاری اور عام گناہ ہے جو کہ بادی النظر میں گناہ خیال نہیں کیا جاتا۔ ریاکاری کے معنے ہیں جو نہ ہونا اپنے آپ کو ظاہر کرنا جو کہ دوسروں کو اور خود اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔ کلام اللہ میں صاف طور پر آیا ہے کہ نہ ریاکاروں کی مانند خیرات کرو نہ دعا مانگو نہ روزہ رکھو کیونکہ خیرات دوسروں سے نسبت رکھتی ہے۔ دعا خدا سے تعلق رکھتی ہے اور روزہ جان سے علاقہ رکھتا ہے۔ جس سے صاف روشن ہوتا ہے۔ کہ نہ لوگوں کے ساتھ اور نہ خدا کے ساتھ اور نہ ہی اپنے ساتھ ریاکاری کرو۔ بلکہ کہیں اور کبھی بھی ریاکاری و مکاری کو عمل میں نہ لاؤ۔ ہمارا خداوند یسوع تو بار بار ریاکاروں کو ملامت کرتا ہے اور ان سے دور ہی رہنے کو حکم دیتا ہے۔ لیکن آجکل تو یہ گناہ عام بلکہ ترقی پر ہے اور بڑے بڑے عالم و فاضل اس کا شکار ہوئے جاتے ہیں شائد ہمارے مہربان فقیہوں و فریسیوں کی راستبازی سے بڑھے جاتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب و منشا کسی طرح بھی نہیں ہو سکتا کہ جیسی اُن کی راستبازی تھی بعینہ ہم نے ویسی راستبازی کو اختیار کرنا اور ترقی دینا ہے۔ اُن کی راستبازی تو عوام الناس کو معلوم تھی۔ کہ مچھر کو چھاننا و اونٹ کو نگلنا تھا۔

پودینے و سداب پر تو دہ یکی اور بڑی چیزیں سب ہضم۔ پر ہم تو سب کچھ ہی ہڑپ کرنے کی کوشش میں ہیں اور چھوٹے موٹے کی پہچان تک بھی دور ہوتی جاتی ہے ہماری راستبازی اُن کی راستبازی سے بڑھکر ہونے کی جگہ اُن سے بھی گھٹتی جاتی ہے۔ کہ ہم اوروں کے اُٹھانے کو تو بھاری بوجھ تجویز کرتے رہتے ہیں اور خود تنکے کا بوجھ اُٹھانا پسند نہیں کرتے ہم

میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اصلیت کی تہ کی تلاش کریں اور ریاکاری و مکاری کو بلکہ اس بڑی بھاری بدکاری کو اپنے سے دور کریں۔ لیکن بعض تو ایسے عقل کے پورے ہیں کہ اصلیت کو ہی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس بات کے ثبوت میں کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن زمہ وار اصحاب ایسے ہیں جو صرف حصول غرض سے ہی اپنے کام کرتے ہیں۔ لیکن اُن کی زندگیاں اور اُن کے خاندانوں کی زندگیاں ٹھوکر کا باعث اور نفرت کے قابل ہیں۔ یہ لوگ مطلق گمان نہ کریں کہ ان کا کوئی حصہ یا بخرہ خدا کی بادشاہت میں ہوگا۔ یہ لوگ نوح کے ترکھانوں کی طرح کشتی تو بناتے ہیں لیکن خود شاید ہی بچینگے۔ بگر جلتے جلتے۔ کیونکہ ان کی کاروباری زندگی اور پرائیویٹ زندگی میں زمین و آسمان کا فرق رہتا ہے۔ ان بھیڑیوں نے بھیڑوں کا لباس تو پہن لیا ہے پر اُن کی خصلت بدستور رہتی ہے وہ اپنے کاموں سے پہچانے جاتے ہیں۔

افسوس صد افسوس ہے کہ ایسے لوگوں کی ریاکاری نے فقیہوں و فریسیوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ انہوں نے اپنے اوپر نجات کا دروازہ بند کر رکھا ہے کہ خود تو داخل نہیں ہوتے اور اوروں کو بھی داخل ہونے نہیں دیتے ہیں۔ سو اجب تو یہ تھا کہ جیسا ٹھوکر کھلانے والوں . . . . کے لئے خدا نے حکم دیا ہے ان کے ساتھ ویسا ہی کیا جاوے۔ مگر اہل زمانہ ان کو سر پر اُٹھا رہا ہے۔ لیکن ہم تو ایسے صاحبان سے نہایت ہی انکساری کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ براہ خدا اپنی آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ کہاں ٹھہرے ہیں۔ آپ کا رُخ نجات کے دروازے کی طرف ہے یا ہلاکت کے گڑھے کی طرف ہے آپ غور کریں کہ ہمارے خداوند کو کس قدر آپ کے لئے غم و فکر ہے کہ اس نے آٹھ بار ایک ہی جگہ آپ کے لئے افسوس کیا ہے۔ آپ یہ خیال نہ کریں کہ آپ کی ریاکاری و مکاری کے پھل ہمیشہ میٹھے ہی رہینگے۔ ایک دن ضرور آئیگا کہ ان سب کا مزا جاتا رہیگا اور آپ کو نادم و شرمندہ ہونا پڑیگا۔ کاہے کو آپ دوسروں کی ہلاکت کا باعث بنے بیٹھے ہیں۔ اور کچھ نہیں تو راستہ ہی چھوڑ دیویں تاکہ دوسرے تو خدا کی بادشاہت میں داخل ہو جائیں۔

احقر۔ برکت مسیح بھٹی۔

ہند کے مسیحیوں کی آل انڈیا کرسچین کانفرنس

کے اجلاس ۲۸ دسمبر تا ۳۰ دسمبر ۱۹۲۵ء کے روز بشپس کالج کلکتہ میں شروع ہونگے۔ رائٹ ریورنڈ فوس ناگل بشپ صاحب اپنی بیماری کی وجہ سے اجلاس کی صدارت نہ کر سکینگے۔ مسٹر کے۔ ایل۔ رلیارام صاحب لاہور آپ کی جگہ صدر جلسہ مقرر ہو گئے ہیں۔ مسٹر ایس سی بینگر جی ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایم۔ ایل سی ریسپشن کیٹی کے چیرمین مقرر ہوتے ہیں۔ مسیحی جماعت کے ممبران سے سرگرمی کے ساتھ استدعا کی جاتی ہے کہ وہ کانفرنس کے اجلاس میں شرکت حاصل کرنے میں ساعی ہوں۔ جو صاحبان کانفرنس مذکور کے اجلاس میں شریک ہونے کے متمنی ہوں۔ وہ آنریری سکرٹری وائی۔ ایم۔ سی اے لاہور کی معرفت مشتہر سے خط و کتابت کریں۔

المشتہر: بی۔ ایل۔ رلیارام
آنریری جنرل سکرٹری۔ وائی ایم سی۔ اے
لاہور۔

لندن کے ڈاکخانہ کے حکام ایک جرمن ٹیلیگراف ایجاد کا تجربہ کر رہے ہیں۔ اس ایجاد کے مطابق الگ الگ چھ پیغام تار کی ایک ہی لائن پر ایک منٹ میں ایک سو الفاظ کے حساب سے بھیجے جا سکتے ہیں

راولپنڈی نیشنل مشنری سوسائٹی کا جلسہ

رائے بہادر ٹھگر جی اور پادری نذیر طالب الدین صاحب ۲۵ نومبر کو راولپنڈی میں تشریف آور ہوئے مسٹر جعفری صاحب نے نہایت تن دہی اور جانفشانی سے چندہ جمع کیا جبکہ ۲۶ نومبر کو چائے اور مٹھائی حاضرین میں تقسیم کی گئی۔ اس چائے وغیرہ کا انتظام کالج طلبا کے ہاتھ میں تھا جنہوں نے کام کو نہایت خوش اسلوبی اور عمدگی سے ادا کیا۔ مسٹر کشوری لال اور عبداللہ خاں خاص طور سے تحسین و آفرین کے مستحق ہیں۔ بعد ازاں کالج ہال میں میٹنگ شروع ہوئی۔ جس کے میر مجلس جناب پروفیسر کنگس صاحب تھے۔ پادری ڈوڈو ایس۔ داس اور مسٹر ولیم صاحب نے نہایت اچھی طرح سے اُن کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا اور مسٹر دیال نے شیریں سُر سے ایک گیت گایا۔ جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ پھر رائے صاحب اے۔ سی ٹھگر جی نے این۔ ایم۔ ایس کے کام کا مختصر طور سے ذکر کیا۔ میرا خیال ہے کہ بہت سے اصحاب ابھی تک این۔ ایم۔ ایس کی تاریخ اور اس کے اغراض و مقاصد کو اچھی طرح سے نہیں جانتے اس لئے چاہتا ہوں کہ چند ایک سطور میں ان کے لیکچر کا خلاصہ لکھوں۔

۲۰ سال کا عرصہ گذرا۔ جب ۱۳ آدمی سرام پور میں پادری ولیم کیری۔ مارشل وارڈ اور ہنری مارٹن کے کام کی شکر گذاری کے لئے جمع ہوئے۔ اُس وقت یہ سوال اٹھا کہ بہت عرصے سے ہم اہل یورپ اور امریکہ سے برکات لے رہے ہیں۔ کیا وہ موقع نہیں آیا کہ ہم بھی اوروں کو دیں۔ اس سوال پر غور کرتے وقت وہ دستگاہ ایزدی کا ہیں دعا کرنے لگے۔ تب اُنہوں نے سر یا دیکھی

اور خداوند نے اُن کہا کہ "دینا لینا ایک اچھا کام ہے۔ لیکن دینا لینے سے مبارک ہے" یعنی دینا لینے سے بھی اچھا ہے۔ تب مسز عوریاہ جو بعد میں مشہور و معروف بشپ ہوئے اس کام کے لئے سکریٹری مقرر ہوئے۔

مسیح نے کہا ہے کہ اے خداوند میں دعا کرتا ہوں کہ وے تجھ میں ایک ہوں۔ اس نے ان تیرہ آدمیوں نے کہا کہ تحت الوسیع ہم کرشان ہونگے۔ تاکہ ہندوستانی کلیسیائیں اپنے تمام جھگڑوں کو دور کر کے مسیح میں ایک ہو جائیں۔ این۔ ایم۔ ایس کوئی نئے قانون نئے اصول لیکر نہیں آئی بلکہ جس جگہ اُس کا کام ہوتا ہے۔ یا اس کی کلیسیا کے ہی اصولوں پر عمل ہوتا ہے۔ مثلاً بیت اللحم منٹگمری کے علاقے میں چرچ آف انگلینڈ کے طریقے پر کام ہو رہا ہے۔ لیکن جنوبی ہند میں سیرین چرچ کے اصولوں پر۔ جب جنوبی ہند میں ایک مسیحی سیرین چرچ کے لئے دعا کرتا ہوا نیشنل مشنری سوسائٹی کے لئے دعا کرتا ہے تو گویا وہ تمام چرچز کے لئے دعا گو ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہوں میں بھی آپ سب کا فرض ہے کہ اس کی مدد کریں۔ میرا مقصد یہ نہیں کہ آپ اپنی کلیسیاؤں سے قطع تعلق کریں۔ اور اس کی امداد کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ نہیں۔ بلکہ پہلے اپنی کلیسیا کے عزت مند اور چوکیلے ممبر بنیں اور پھر اس کی مدد کریں۔ دیکھئے آزما کر خداوند آپ کی مدد کریگا۔ اگر آپ کی کلیسیا اور این۔ ایم۔ ایس اور دوسری سوسائٹیوں کی مدد کرینگے۔ تب ابراہیم جو مارتھوما کلیسیا کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اب ہماری کلیسیا پہلے سے امیر ہے اور جو علاقہ آپ نے ہمیں دیا تھا وہ کافی نہیں ہے۔ ہمیں اور علاقہ دیجئے۔ سیرین چرچ بھی یہی کہہ رہا ہے۔

بھارت سرشٹیا سیوک کے ۳۰ سٹیشن اور ۲۰۸ مشنری ہیں۔ پچھلے سال ۴۸۵۰۰ روپیہ خرچ اور ۷۵۵۰۰ روپیہ آمدنی ہوئی ۵۰۰۰ روپیہ کی کمی ماہ فروری تک پوری ہو گئی۔ ڈیٹیورن (جنوبی ہند) میں ایک گورنمنٹ فرسٹ کلاس ہسپتال تھا۔ لیکن جب ہم نے وہاں کام شروع کیا اور لوگ وہاں پر جوق در جوق آنے لگے تو گورنمنٹ نے ہسپتال کو توڑ کر معمولی سی ڈسپنسری بنا دی اور اسسٹنٹ سرجن کو واپس بلا لیا۔ گو وہاں پر ۵۰ پلنگ ہیں۔ لیکن ۹۰، ۱۰۰ اور بعض وقت ۱۲۰ سے بھی زیادہ بیمار آ جاتے ہیں تمام سٹاف خوشی سے والنٹیری کا کام کرتا ہے سوائے مہتر کے کسی اور کو تنخواہ نہیں ملتی۔ اس کام میں کالج طلبا خاص طور سے دلچسپی رکھتے ہیں جو کہ چھٹیوں میں آ کر مفت کام کرتے ہیں۔ وہ کوئی کام کرنے میں شرماتے نہیں۔ ذلیل سے ذلیل کام بھی مسیح کے لئے خوشی سے کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ وہ دن جلدی آوے جب پنجاب کے کالجیٹ بھی مسیح کے لئے سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ یہ صرف ایک مثال ہے۔ اس طریقوں سے اور جگہوں پر بھی کام ہو رہا ہے۔

مس ٹیلر ایک مدراسی لیڈی سرجن کے علاقے میں مفت کام کرتی ہیں۔ پچھلے سال ایک بیوہ ہندو عورت عیسائی ہوئی تو لوگوں نے کہا کوئی پرواہ نہیں، بیوہ ہے۔ لیکن جب کچھ دنوں کے بعد ایک ہندو آدمی بھی عیسائی ہو گیا تو شہر میں کھلبلی مچ گئی۔ ہمیں خوف پیدا ہوا اور اسے واپس بلایا۔ لیکن وہ ایماندار لیڈی کام کرتی گئی۔ بہت سے شخص اُسے اور اُس کی دوا اور مددگاروں کو گالیاں دیتے تھے پر وہ مسیح کی خاطر سب برداشت کرتی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب اُنہوں نے ہارویسٹ فیسٹ (فصل دعوت) کی تو غیر قوم بھی شامل ہوئے اور ۷۰ روپے چندہ جمع ہوا۔

اے ہندوستان کے مسیحیو۔ ہندوستان آپ کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے۔ ڈاکٹر سٹینلے صاحب نے لالہ ہنسراج سے ایک دفعہ پوچھا کہ آپ مسیح میں کوئی نقص دیکھتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم اُس میں تو نہیں لیکن اس کے پیرووں میں۔ اسلئے ہم مسیحی نہیں ہوتا۔ یوں لوگ آپ سے ٹھوکر کھا رہے ہیں۔

کالج طلباء نے آپ کو شب کے لئے مدعو کیا تھا۔ اور پُر تکلف دعوت دی۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ کلام مقدس میں لکھا ہے کہ بڈھے خواب دیکھینگے ایک اور جگہ لکھا ہے۔ جوان رویا دیکھینگے۔ اب ہم بڈھے ہیں۔ خواب دیکھینگے۔ لیکن آپ کے رویا دیکھنے کا وقت ہے ہندوستان کی نجات مسیح کے ذریعے سے ہے۔ جب مہاتما گاندھی پچھلے سال ۲۱ دن تک روزہ رکھنے کے بعد کمرے سے باہر آئے تو کمرے پر مسیح کی صلیب کا نشان تھا۔ صلیب سے نجات ہے اور صلیب کی خبر کو لوگوں تک پہنچانے والے آپ ہی ہیں۔

احقر۔ سیموایل حبیب پٹھانکوٹی

سلہ بڈھے تجربہ کار ہی ہمارے رہبر ہیں۔ مہاتما گاندھی جی علی برادران۔ سی۔ ایف۔ اینڈریوز اب بڈھے ہیں۔ یوحنا رسول نے جو کہ محبت کا رسول کہلاتا ہے۔ اپنی عمر کے آخری حصے میں تین عام خط اور مکاشفہ لکھا۔ پولوس اپنی آخری عمر میں جوانوں سے زیادہ کام کرتا تھا۔ اس سے میرا یہ مقصد نہیں کہ جوانوں کا فرض ہے کہ وہ ہاتھ رکھ بیٹھے رہیں اور بڈھوں کی طرف دیکھتے رہیں۔ لیکن یہ کہ بڈھوں کو ہی رہبری کا افتخار حاصل ہے۔

س۔ ع۔ پ

مسیحی کلیسیا سے چند سوالات

کوکب ہند (۲۰ نومبر) میں مندرجہ صدر عنوان کے ماتحت پیغام صلح لاہور کے چند سوالات نقل کر کے درخواست کی گئی ہے کہ ان کے جواب دیئے جائیں۔ جواب میں گذارش ہے کہ

(۱) سوال اول یعنی "ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ کی تفسیر ابتدائی مشائخ کلیسیا نے کیا کی ہے؟" کا جواب پادری برکت اللہ صاحب ایم۔اے نادہ وال سال گذشتہ نور افشاں میں دے چکے ہیں۔

(۲) دوسرا سوال "متی اور لوقا کی انجیلوں میں حضرت یسوع کا جو نسب نامہ دیا گیا ہے اس میں اختلاف کیوں ہے؟" اس سوال کا جواب بھی پادری صاحب موصوف الصدر نے اس سال ہی نور افشاں میں نہایت مفصل دیا تھا۔

(۳) تیسرا سوال کہ "متی ۱۵: ۲۵ اور مرقس آخری باب کی ۵ ویں آیت میں تضاد ہے۔ ان دونوں آیتوں میں تطبیق کیونکر ہو سکتی ہے؟" اس سوال کا جواب عنقریب نور افشاں میں نکلنے والا ہے۔ پس اب چوتھے اور پانچویں سوال کا جواب باقی ہے۔ امید ہے کہ کوئی صاحب لکھینگے۔

خان

امریکہ کے ایک دولتمند شخص نے اتنی بڑی

دعوت دی کہ اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس دعوت میں ۳ لاکھ آدمی مدعو کئے گئے تھے اور دس ہزار خادم کھانا کھلانے کے لئے۔ اس دعوت میں ۵۰۰ بیل ۲۰۰ سور دس بھینسے۔ دس ہرن۔ دس ریچھ۔ دس پہاڑی بکرے ۵۰۰۰ مرغیاں ۱۰۰۰ خرگوش دس لاکھ مینڈک۔ دس لاکھ روٹیاں اور دس لاکھ کیک، ۵ ٹن ۲۰۰ من میوہ اور اسی قدر شکر صرف ہوئی۔

(اصلاح)

پادری عبد الحق صاحب منٹگمری میں

مندرجہ ذیل مطبوعہ اطلاع ہمیں مسٹر اے۔ ڈی ہیتھوز صاحب مقیم منٹگمری کی معرفت موصول ہوئی ہے۔ ہم پادری گیٹس صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ خواجہ غلام احمد صاحب یا کسی اور صاحب کو لیکچروں کے نوٹ لینے کے لئے ضرور متعین کر دیں تاکہ درج اخبار ہو کر عام فائدہ کا موجب ہوں۔

خان

خوشخبری

اہالیان منٹگمری شہر و دیہات کے ہر مذہب و ملت کے احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مسیحیوں کی طرف سے بروز اتوار۔ سوموار۔ منگلوار۔ بدھوار تاریخ ۶۔۷۔۸۔۹ دسمبر ۱۹۲۵ء کو جلسہ منعقد ہوگا۔ جس میں پادری عبد الحق صاحب فاتح قادیان مندرجہ ذیل مضامین پر لیکچر دینگے۔ بروقت مقررہ پر تشریف لا کر مشکور فرمائیں

پروگرام

بروز ہفتہ ۵ دسمبر ۱۲ بجے دوپہر سے ۲ بجے تک۔ ردِ تحریف

" سوموار ۷ دسمبر ۱/۲ ۴ بجے شام سے ۱/۲ ۶ " تثلیث فی التوحید

" منگلوار ۸ دسمبر ۱/۲ ۴ " " " الوہیت مسیح

" بدھوار ۹ دسمبر " " " " مسیح کی آمد ثانی

نوٹ۔ اگر کسی صاحب نے کسی تقریر پر سوال کرنا ہو تو وہ لیکچر کے اختتام پر اس مضمون کے متعلق پوچھ سکتا ہے جس پر کہ لیکچر ہو رہا ہو۔

المشتـــــــہر

پادری۔ اے گیٹس امریکن مشن

منٹگمری

انڈین سینڈ ہرسٹ کمیٹی کے جلسوں میں اخبارات کے نامہ نگاروں کو شامل ہونیکی اجازت ملگئی۔

شام و مراکو میں جنگ

ہر دو ممالک میں فرانس کی مسلمانوں سے جنگ چل جاتی ہے۔ مراکو میں فرانس کی افواج کی ترقی مسدود ہو رہی ہے۔ موسم برسات اور سردی کی وجہ سے فرانسیسی افواج حالت سکون میں ہیں۔ اہل مراکو اپنی حالت کو سدھانے اور فرانسیسی افواج پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں سرگرمی سے مصروف ہیں مگر ملک شام میں اہل شام کی حالت میں کسی قدر ضعف اس وجہ سے آگیا ہے کہ فرانس کی تازہ افواج بیروت پہنچکر باغیوں کی طاقت کو کمزور کرنے کا باعث ہوگئی ہے تو بھی شامی اب تک فرانس کی افواج کو سخت پریشان کر رہے ہیں۔ وہ مقابلہ کی تیاریوں میں اب تک مصروف ہیں۔

موصل کا معاملہ

اقوام کی لیگ میں موصل کا معاملہ اب تک پیش ہے ٹرکی ابتک اسی بات پر اڑا ہوا ہے کہ اگر فیصلہ انگریزوں کے حق میں اور ٹرکی کے خلاف ہوا تو ٹرکی ہرگز لیگ کے فیصلہ کے آگے خم دکھائیگا۔ اگرچہ انگریز لیگ کے فیصلہ کے تابع ہونیکا اظہار کر چکے ہیں۔

دنیا میں دائمی امن مسیحی و مسلم اقوام کے اتحاد پر منحصر ہے

اس بات میں شبہ نہیں کہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے اقوام کی لیگ کا کورٹ مقرر ہو گیا ہے اور اس کورٹ نے گذشتہ جنگ کی آگ بجھانے میں کار نمایاں کئے ہیں جو مسیحی اقوام کے فوائد سے زیادہ متعلق ہیں اس کورٹ نے لاریب دنیا میں پھر امن قائم کر دیا ہے لیکن ہمارا خیال ہے کہ دنیا میں دائمی امن اور دیرپا سلامتی قائم رکھنے کے لئے ضروری ہو کر مسیحی اقوام اپس میں اور مسلم اقوام سے صلح رکھیں۔ ان کی میل و ملاپ اور اتحاد کو قائم رکھنے کیلئے مسلم اقوام کو انکا حق دینے میں بخل نہ کریں۔ اگر مسلم اقوام سے مسیحی اقوام اتحاد و صلح کو قائم رکھیں تو ہما

پھر عالمگیر جنگ کے شعلے بلند نہ ہونگے۔ مسیحی اور مسلم اقوام میں ایسا اتحاد آسان ہے مگر افسوس ہے کہ مسیحی و مسلم اقوام کی بھی آپس میں نہیں بنتی ہے۔ اگر عالمگیر جنگ ہماتو خاتمہ ہو چکا ہے۔ مگر بعض مسیحی و مسلم اقوام میں آجتک لڑائی جاری ہے

اشتہار

میرے ایک دوست کا لڑکا نام سلاتی ایل ولد پطرس سند خاں موضع بھڑتھانوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے عرصہ ۳ ستمبر ۱۹۲۳ء سے اپنے گھر سے بجالت سودائیہ کہیں چلا گیا ہے بہت کوشش و تلاش کیگئی مگر کہیں پتہ نہیں ملا لہٰذا درخواست ہے کہ اگر کسی مہربان کو وہ ملجاوے یا کسی صاحب کے پاس ہے تو موضع ڈسکہ میرے نام پر ایک پوسٹکارڈ ارسال کرے اسکو مبلغ صہ سے روپیہ انعام دیا جائیگا۔ حلیہ اس کا یہ ہے قد درمیانہ عمر ۲۰ سال رنگ گندم نما بائیں پاؤں کی پنڈلی اور ہڈی کے درمیان پرانے پھوڑے کا نشان ہے چہرا گول ہے اور اس پاؤں کو ذرا اٹھا کر چلتا ہے۔ کبھی کبھی بولتا ہے

المشتہر

بی جمیس۔ پاسٹر ڈسکہ۔ پنجاب۔

ضرورت ہے

بمبئی کیمیکل اینڈ ڈرگس ورکس کے مینیجر کو ٹریولنگ سپرنٹنڈنٹ (امتحان کنندگان) اور مقامی ایجنٹس کی ضرورت ہے جو ہندوستان کے تمام حصوں میں ایجنٹس اور ٹریولنگ کنوسیرس کا کام انجام دے سکیں۔ تنخواہ پچاس روپیہ ماہوار کے ساتھ سفر خرچ بھی دیا جائیگا۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر روانہ کی جائیں۔

دی مینیجر

دی بمبئی کیمیکل اینڈ ڈرگس ورکس

دوسری پیرخاں سٹریٹ

مقابل جے جے ہاسپٹل۔

اشتہار کتب

نان کواپریشن کا طوفان و مقدس بائبل کا بیان مصنفہ پادری جسونت سنگھ صاحب۔ اس رسالہ میں مسٹر گاندھی کے عدم تعاون کی برائیوں کا ذکر کر کے دکھایا ہے کہ یہ اصول بائبل کے خلاف ہے پھر اس کا بیان کہ عدم تعاون درحقیقت کس سے کرنا چاہئے اس مضمون پر اردو میں یہ ایک مفصل رسالہ ہے صفحہ ۴۲ قیمت ۲/

دائی گری کے اصول۔ مؤلفہ مس ای۔ ایم براؤن صاحبہ ایم۔ ڈی لودھیانہ۔ یہ ان دائیوں کے لئے مفید ہے جو موجودہ زمانہ میں سرکاری سند حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ تمام ضروری ہڈیوں اور اعضاء وغیرہ کے اصل انگریزی نام معہ اردو ترجمہ لکھے ہیں۔ زبان نہایت آسان ہے۔ نیز ڈاکٹری سیکھنے والی طالبات کے لئے مفید ہے اردو صفحہ ۱۱۰ معہ ضمیمہ جات۔ مجلد عہ رومن اردو عہ اور ہندی عہ

دین حق کی تحقیق جس میں مسلم نشانوں سے دین اسلام کی آزمائش کی گئی ہے صرف ۱۲ جلدیں باقی ہیں صفحہ ۲۷۴ قیمت عہ

اثبات التثلیث فی التوحید مصنفہ پادری عبدالحق صاحب۔ یہ آپ کی سب سے پہلی اور لاجواب تصنیف ہے۔ اس میں دکھایا ہے کہ تثلیث فی التوحید درست اور مسلمانوں کی توحید محض بالکل غلط ہے جو لوگ منطق اور فلسفہ کی رو سے مسیحی توحید پر اعتراض کرتے ہیں ان کے شکوک کا کافی ازالہ کیا ہے۔ ۸/

تعلیم نجات ازروئے قرآن۔ از پادری ڈبلیو۔ آر۔ ڈبلیو گارڈنر صاحب ایم۔ اے قرآنی نجات کا مسیحی نجات سے مقابلہ کیا گیا ہے صفحہ ۸۲ قیمت ۳/

اگلا نمبر غور سے پڑھئے۔ دو تین ہی کتابوں کا اشتہار نکلیگا

المشتہر۔ سکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

اشتہار ۳/

بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ میرے لڑکے مسمی برکت کی بیوی مسماۃ مارتھا عمر تقریباً ۲۵ سال رنگ سانولا قد میانہ نقش بھاری عرصہ ۵ سال سے گھر سے نکل گئی ۔۔۔ ہے۔ اور ایک لڑکی چھوڑ گئی ہوئی ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ وہ مسلمان ہو گئی ہے اور کسی مسلمان کے گھر میں ہے۔ اگر ناظرین نور افشاں میں سے کوئی صاحب پتہ دیوے تو میں مشکور ہونگا۔ نیز مسماۃ مذکور اگر واپس نہ آوے تو میں اپنے لڑکے کی شادی کا انتظام کرونگا۔

از طرف بابو الیس ہدایت مسیح قلعہ نتھو سنگھ۔

ضلع گورداسپور۔ ڈاکخانہ کلانور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار شہد تحانی خواتین انکی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے تمام خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات کیلئے عہ ماہوار فی طالب علم کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اسکے علاوہ ہے بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غریب مسیحی طلباء بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ ہر سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں چرم کشا کام سے مالش تک کرو کو نول عہ سے صہ تک مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تو کل ہی عورت بن گیا۔ آج کوئی میرا باپ ہے ممکن ہے کہ اگلے جنم سے اُس کا مجھ سے کچھ اور ہی تعلق ہو جائے۔ اب اس کے ذریعہ سے کوئی عصمت اور پاکیزگی نہیں آسکتی۔ جب سوچ کی یہ حالت ہو تو ہم اس قسم کے عقیدہ پر کب ایمان لا سکتے ہیں جو مخرب اخلاق ہے۔ بلکہ اس کی بدولت انسان درجۂ انسانیت سے گر جاتا ہے۔ نہ صرف انسانی تعلقات مشتبہ ہو کر خراب ہو جاتے ہیں بلکہ ہر طرح کی ہمدردی کا خیال مفقود ہو جاتا ہے مثلاً میری ٹانگ ٹوٹ گئی آپ نے مجھے اُٹھایا اور ہسپتال لے گئے اور مجھ پر احسان کیا۔ لیکن میں کہونگا کہ اس میں آپ کا کچھ احسان نہیں۔ میرے پچھلے جنم کا نتیجہ ہے۔ علاوہ ازیں اس عقیدہ کی رو سے کسی بیچارہ کو مدد دینا یا اسکا علاج معالجہ کرنا بھی گناہ ہے۔ کیونکہ وہ اپنے کرموں کا نتیجہ بھگت رہا ہے۔ غرض اُسکی ویرانی اور ابتری پھیل جائیگی۔

تناسخ کے ماننے سے انسان اور خدا میں ہرگز میل نہیں ہو سکتا۔ خدا کسی کے گناہ کو معاف نہیں کر سکتا کیونکہ اگر معافی ہو جائے تو تناسخ اُڑ جاتا ہے۔ اب ذرا غور کیجئے کہ اگر خدا ہمارے گناہ معاف نہیں کر سکتا تو اُس کے آگے جا کر رونا گڑگڑانا بے سود ہے۔ جب مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے گناہ معاف نہیں ہو سکتے تو بھلا خدا کے پاس جا کر معافی مانگنے کے کیا معنی؟ نہ صرف معافی ہی اُٹھ جاتی ہے بلکہ پرستش کی ضرورت بھی جاتی رہتی ہے۔ جب ہمیں معلوم ہو جائے کہ نہ تو خدا نے ہمیں بنایا اور نہ وہ مہربان ہے اور نہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر سکتا ہے تو ہم اُسکی عبادت کیوں کریں؟ اب اس صورت میں ہم میں اور خدا میں کیونکر ربط ہو سکتا ہے۔

اب ہم ان سوالوں کو لیتے ہیں جو کہ تناسخ کے ماننے والے اکثر پیش کیا کرتے ہیں۔

(۱) پیدایش ہی لولے۔ لنگڑے اور سالم الاعضا غریب و امیر وغیرہ کی تفاوت کیوں ہے؟ اگر یہ سابقہ افعال کے نتائج نہیں تو پھر اس اختلاف کی وجہ کیا ہے؟ عقلی مثال کے جانچنے کے لئے ایک اصول ہے کہ انسان قریبی اسباب کا تجسس کرے نہ کہ بعید کا۔ ڈاکٹر آپ کو بتائیگے کہ اندھا لنگڑا۔ لولا دمبروص و مجذوم پیدا ہونے کے اسباب کیا ہیں۔ وہ نطفہ جسکو مادۃ الحیاۃ کہتے ہیں تو اس میں تو کوئی نقص نہیں ہوتا۔ مگر مادۃ الحیاۃ کے ماں کے رحم میں جانے کے بعد ماں کی بے احتیاطی کے باعث اس میں نقص واقع ہو جاتا ہے نہ کہ پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ۔ اور اُس کی کُھلی دلائل ہیں۔ ان اقوام کا ملاحظہ کیجئے جو اصول صحت سے واقف ہیں ان کے بچے ان قوموں کے بچوں کی نسبت جو حفظ صحت کے اصولوں سے واقف نہیں تندرست اور صحیح القوی ہوتے ہیں۔ دوسری یہ بات ہے کہ خیالات کا اثر جبکہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے بہت پڑتا ہے۔ اس لئے دانا لوگ اپنے گھروں کو نہایت خوبصورت تصاویر سے آراستہ کرتے ہیں تاکہ ماں باپ کی نگاہ اُن پر پڑتی رہے۔ خیالات کے اثر کو مولود کی صحت اور خوبصورتی میں بہت دخل ہے۔ اس کے علاوہ آب و ہوا کا اثر بھی ہوتا ہے۔ اور اس کی بدولت رنگت میں زمین و آسمان کا فرق ہو جاتا ہے۔ غرض یہ جہالت کی بات ہے کہ جب کسی بات کا حل نہ ہو تو اُسکو پچھلے جنم کا نتیجہ سمجھ لیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ پہلے زمانہ میں بچوں کے ڈرانے کے لئے یہ خیالات وضع کئے گئے تھے کہ دیکھو اگر یہ کام کروگے تو گدھا بنجاؤگے۔ اُلو یا سور بنجاؤگے وغیرہ۔ پھر زمانہ کے گذرنے کے بعد انہی وہمی اور خیالی باتوں کو حقیقت کا جامہ پہنا لیا گیا۔

(۲) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک شخص امیر کے گھر میں اور دوسرا غریب کے گھر میں پیدا ہوتا ہے۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امیری وغریبی اکتسابی امر ہے جن باتوں کا تعلق خدا کے ساتھ ہے وہ ہر ایک بچہ کے لئے یکساں طور پر مہیا ہیں۔ ہوا۔ پانی۔ روشنی وغیرہ سے ہر کوئی یکساں طور پر مستفیض ہوتا ہے۔ جیسا امیر بچے کی ماں کی چھاتیوں میں خدا نے اس کے لئے دودھ پیدا کیا ہے۔ ویسا ہی غریب بچہ کے لئے بھی۔ اگر انسان کوشش کرے تو خود امیر ہو سکتا ہے اور اگر وہ کاہل ہے تو غریب رہتا ہے۔ غرض ان باتوں کا تعلق مطلق پچھلے جنم سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ ان کا تعلق انسان کی اپنی موجودہ کوشش اور ہمت سے ہے۔

(۳) ہم یہ پوچھتے ہیں کہ خدا جب ہماری رُوح کو کسی اور جنم میں بھیج دیتا ہے تو کیا وہ سزا دہی کے لئے ایسا کرتا ہے؟ سزا کی دو صورتیں ہیں ایک انتقام کے لئے دوسرا عدل کی بنا پر۔ اگر سزا عدل کی بنا پر ہو تو اُس کے دو اقتضا ہیں۔ ایک تو یہ کہ فاعل کو اپنے سزا کا علم ہو تاکہ اس کی ذات کی اصلاح ہو سکے۔ دوسرے یہ کہ خلائق کو عبرت حاصل ہو۔ فرض کرو کہ میں کسی کی چوری کروں تو جج مجھے قید کی سزا دیگا کہ تمہیں یہ سزا ملی ہے۔ اس کے باعث میں محتاط ہونگا کہ آئندہ ایسا کام نہ کروں۔ اور دوسروں کو بھی عبرت ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ پرمیشور کس قسم کی سزا دیتا ہے ظلم سے یا عدل سے اگر عدل سے دیتا ہے تو پرمیشور کو ہمیں بتانا چاہئے کہ فلاں جنم فلاں اعمال کی سزا پاچکا ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ فلاں افعال کی بدولت میں انسان بنا تو میں وہی افعال کرتا رہتا تاکہ ہمیشہ انسانی جنم میں ہی رہوں۔ اس لئے سزا کے دو مقاصد جو مقتضائے عدل ہیں وہ تو مفقود ہو گئے اور پرمیشور ظالم رہ گیا جو ہمیں سزا دیکر خوش ہوتا ہے۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ اس پر بھی دعوے کیا جاتا ہے کہ ہمیں یاد رہتا ہے کہ کس کام کے باعث ہمیں یہ نتیجہ بھگتنا پڑا۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ انسان ابھی تک مرا نہیں۔ مگر وہ موت سے ڈرتا ہے۔ کیونکہ وہ گذشتہ جنم میں موت کا مزا چکھ چکا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اول تو کوئی عقلمند آدمی موت سے ڈرتا نہیں اور اگر ڈرتا بھی ہے تو روزمرہ مشاہدات کی بنا پر۔ نہ کہ گذشتہ کی موت کی بنا پر۔

مندرجہ بالا دلائل کے رو سے ثابت ہو گیا کہ مسئلہ تناسخ سراسر باطل ہے اور اس سے کسی انسان کو نجات

حاصل نہیں ہوسکتی۔ لیکن اگر آپ انجیل کو پڑھیں تو معلوم ہو کہ ہماری نجات کا دارومدار مسیح پر ایمان لانا ہے جو ہمارے گناہوں کا مکفل اور فدیہ ہے جس نے اپنی جان دیکر ہمیں گناہوں کی سزا سے چھڑا لیا اور ہماری پرانی انسانیت کو نئی انسانیت سے تبدیل کر دیا۔ الٰہی عرفان اور الٰہی امداد شامل حال ہو جاتی ہے۔ گناہوں سے نفرت وکراہیت حاصل ہو جاتی ہے۔ یعنی مسیح کے ساتھ پیوست ہو کر ہم نجات پا سکتے ہیں۔

مضمون بالا پر اعتراضات

تقریر ختم ہوئی۔ اس پر سناتن پنڈت لچھمی نرائن نے حسب ذیل اعتراض کئے۔

کہ (۱) میں آپ کی پستکوں سے ثابت کرتا ہوں کہ آپ بھی تناسخ کے قائل ہیں۔ خدا کا روحوں کو دنیا میں بھیجنا اور بعد موت قبر میں جانا اور آخر کار جنت یا دوزخ میں جانا ہی تو تناسخ ہے کیا یہ آپ کے معتقدات میں شامل اور آپ کی مذہبی پستکوں میں نہیں ہے؟

(۲) آپ نے کہا کہ ماں کی غلطی سے نقص واقع ہو کر سزا بچوں پر وارد ہوتی ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہے کہ غلطی تو ماں کرے اور نتیجہ بیٹا بھگتے۔ غور کیجئے کہ ایک راجہ کا جب پیدا ہوتا ہے تو لاکھوں کروڑوں کی جائداد پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے کو پہننے کو کپڑا اور کھانے کو روٹی بھی میسر نہیں آتی۔ کیا یہ پرماتما کی طرف سے بے انصافی نہیں؟

اعتراضاتِ بالا کے جوابات

پادری صاحب نے جواب دیا کہ

(۱) روحوں کا دنیا میں آنا قبر میں جانا اور وہاں سے جنت یا دوزخ میں پہنچنا جنم ہے اور اسے آپ نے ہماری پستکوں سے ثابت کرنے کا دعوے کیا ہے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

مہاراج۔ میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ آپ ہماری پستکوں سے ثابت کریں کہ انسان کی روح قبر میں جاتی ہے۔ یہ کسی جاہل سے جاہل عیسائی کا بھی اعتقاد نہیں۔ بھلا یہ تو بتائیے کہ اگر یہی تناسخ ہے تو گھوڑا گدھا طوطا۔ مینا بننے کے کیا معنی؟

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ آپ علت ومعلول کے تعلقات سے واقف نہیں۔ جب لکڑی کو جلائیں تو ضرور ہے کہ اس سے گرمی پیدا ہو۔ اور نیز کہ غلطی کا خمیازہ بھی تو ماں باپ ہی بھگتتے ہیں۔ ناقص الاعضا بچہ انہی کے لئے مصیبت ہوتا ہے۔ اور اگر تندرست ہو تو والدین کی راحت کا موجب ہے۔ امیری غریبی کے متعلق پہلے تقریر میں بیان کر دیا۔ خدا کسی کو امیر بناتا ہے نہ غریب۔ غریبوں کے گھر میں پیدا ہو کر بچے امیر ہو جاتے ہیں اور برعکس اس کے۔ پھر یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ غریبی بھی برکت ہے۔ اگر سب امیر ہوتے تو زندگی سب کو دوبھر ہو جاتی۔ کوئی خادم ہی نہ ملتا۔

پریزیڈنٹ صاحب کی حالت

اس اثنا میں پریزیڈنٹ صاحب کی حالت متغیر ہو رہی تھی اور نہایت بےچین ہو گئے۔ آخر رہ نہ سکے اور کہا کہ افسوس ہے کہ میں صدر ہوں ورنہ پادری صاحب کے تمام سوالوں کی خوب دھجیاں بکھیرتا۔ اس پر پادری صاحب نے فرمایا کہ آپ صدارت کی کرسی کو چھوڑ سامنے آجائیں۔ تاکہ آپ کے دل میں ارمان نہ رہ جائے۔ اس پر لالہ رلیا رام کرسی صدارت کو چھوڑ کر معترض کی حیثیت سے پیش ہوئے اور پادری رائے صاحب صدر بنے اور تناسخ کی تائید میں جب بولنا شروع کیا تو سب سے پہلا فقرہ یہ کہا کہ مانا کہ تناسخ کا اصول غلط ہے مگر ان اشتباہات کا کیا جواب ہے کہ ایک شخص چوری کرتا ہے اور دوسرا قتل تو کیا دونوں کی مختلف حیثیتوں کا یکساں نتیجہ ہوگا؟ دوسرا یہ کہ آپ نے کہا کہ امیری غریبی کچھ نہیں تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ امیر غریب کی جگہ لینے کو راضی ہوگا۔ آپ یہ بتائیں کہ مرنے کے بعد روحیں کہاں جاتی ہیں۔

پادری صاحب کا جواب

پادری صاحب نے جواب دیا کہ آپ کے دل کی بےچینی کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ پردھان کا عہدہ چھوڑ کر سائل بن گئے آپ نے دعوے تو کیا تھا کہ اگر مجھے موقعہ ملے تو دھجیاں اڑا دونگا مگر اس کی بجائے آپ نے سوال کر دیا اور تائید تناسخ میں کوئی بھی ثبوت پیش نہ کیا۔ آپ پوچھتے ہیں کہ قاتل اور چور کی کیا سزا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر معافی نہ مانگیں تو سزا پائینگے۔ حیران ہوں کہ آپ نے کوئی اعتراض کیا ہوتا۔ آپ نے امیری غریبی پر اعتراض کیا۔ بادشاہ چونکہ اپنے عہدہ کی تبدیلی کا خواہاں نہیں ہوتا مگر اُس کی راحت کا خواہاں وحتمی فرض ہے۔ امیری غریبی تو امور اکتسابی ہیں۔ پھر یہ بھی کہ آپ ایک شخص کی نسبت امیر ہوں اور دوسرے کے مقابلہ میں غریب۔ باقی رہا روح کہاں ٹھہرتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روح ہوا کے خلا میں ٹھہرتی ہے۔ بحوالہ ستیارتھ پرکاش نواں سملاس - ۲۹)

ہمیں افسوس ہوا کہ آپ نے پردھانی بھی چھوڑ دی۔ مگر سائل بھی نہ بن سکے۔

اس پر لالہ رلیا رام صاحب نے کہا کہ میں کل معترض ہونگا۔ جلسہ برخاست ہوا۔ مگر آپ نے گھر جاتے ہی پادری لائنگ صاحب کو لکھ بھیجا کہ میں کل معترض نہیں ہونگا۔ (خواجہ)

کرسمس نمبر

ہم اپنے معزز نامہ نگار صاحبان کو یاد دلاتے ہیں کہ کرسمس نمبر کے لئے بہت جلد نظم ونثر دفتر نورافشاں میں ارسال فرمائیں۔

ایڈیٹر

پادری ڈبلیو سی کلارک صاحب ایم اے مینیجر نورافشاں امپریس روڈ لاہور کے لئے پنجاب پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔